ہندومت پر ابو ریحان البیرونی کی تحقیقات وتنقیدات
(کتاب فی تحقیق ماللھند کا تجزیاتی مطالعہ)

محمد عبداللہ*

اللہ تعالیٰ نے انسان کو سوچنے اور سمجھنے کی صلاحیتوں سے نوازا ہے۔ وہ اپنے گردوپیش اور ماحول پر غور وفکر کرتا ہے جس کے نتیجے میں سماجی علوم وجود میں آتے ہیں۔ خود قرآن حکیم میں ایسی سینکڑوں آیات مذکور ہیں جس میں انفس وآفاق کے مطالعہ کی دعوت دی گئی ہے۔ قرآن وسنت کے اسی مطالعہ کے منہج کو پیش نظر رکھتے ہوئے مسلمان علماء ومفکرین نے مختلف علوم وفنون کی مبادیات پر گہرا غور وفکر کیا اور اپنے تحقیقی مطالعات پیش کیے جس کے نتیجے میں یہ علوم آج تناور درخت کی صورت اختیار کر چکے ہیں اور تہذیب انسانی ان سے بھرپور فائدہ اٹھارہی ہے۔

مطالعہ ادیان ومذاہب، مسلمانوں کی ایک مستحکم علمی روایت رہی ہے۔ مسلمان مفکرین ومتکلمین نے قریب قریب ہر دور میں علم کے اس پہلو پر توجہ دی ہے۔ اسی سبب سے کہیں تو یہ مِلَل و فِرَق کا مطالعہ قرار پایا تو کہیں **علم الکلام** کے نام سے پکارا گیا اور کہیں **مقارنۃ الادیان** کے نام سے کتب وجود میں آئیں۔(۱)

زیر نظر مقالہ میں گیارھویں صدی عیسوی کے ایک نامور جغرافیہ دان، ہیئت دان اور ریاضی دان کے ایک منفرد گوشے مطالعہ ہندومت پر کچھ معروضات پیش کی جاتی ہیں جن کی اس موضوع پر شہرہ آفاق کتاب **فی تحقیق ما للھند من مقولۃ مقبولہ فی العقل أو مرذولۃ** ہے۔ تاہم کتاب کے منہج واسلوب کا جائزہ لینے سے قبل مناسب ہوگا کہ صاحبِ کتاب کے حالاتِ زندگی پر ایک نظر ڈال لی جائے۔

ابو ریحان البیرونی۔مختصر حالات:

مکمل نام برھان الحق، ابو ریحان محمد ابن احمد البیرونی ہے۔ السمعانی نے اپنی کتاب الانساب میں اس کے نام البیرونی کی یہ وجہ بیان کی ہے کہ اس کی سکونت شہر کے بیرونی حصے میں تھی اس لیے عام طور پر بیرونی مشہور ہوگیا۔ یاقوت حموی بھی یہی وجہ تسمیہ بیان کرتا ہے جبکہ صاحب **عیون الانباء** نے لکھا ہے کہ یہ نسبت سندھ کے ایک قصبے بیرون کی طرف ہے۔ مگر سندھ کے اس علاقہ کے بارے میں کسی اور نے نہیں لکھا۔

البیرونی خوارزم کے پایہ تخت کاث میں ۳/ذوالحجہ ۳۶۲ھ/۴ستمبر ۹۷۳ء میں ایک گم نام گھرانے میں پیدا ہوا۔ کاث اب دریابُرد ہو چکا ہے اس کا محل وقوع روسی ترکستان کا شہر خیوا تھا چنانچہ معروف مستشرق اور البیرونی کے تذکرہ نگار زخاوٗ

*ایسوسی ایٹ پروفیسر، شیخ زاید اسلامک سینٹر، پنجاب یونیورسٹی، لاہور، پاکستان

(Sachau) نے اپنی کتاب میں اس کی جائے پیدائش خیوا ہی لکھی ہے۔ وہ لکھتا ہے:

"Abu Rehan was born A.D.973, in the territory of Modren KHIVA then called Khawarizm."(2)

البیرونی نے اپنے اساتذہ میں سے صرف ابونصر منصور ابن علی بن عراق کا ذکر کیا ہے جو پرانے خوارزم شاہی خاندان کا ایک فرد تھا۔ البیرونی نے پچیس سال کے لگ بھگ خوارزم شاہی خاندان کی خدمت میں گزارے۔ انقلابات و حوادثات زمانہ میں البیرونی مختلف شاہی دربار سے وابستہ رہے تا آنکہ سلطان محمود غزنوی (م-۱۰۳۰ء) نے ابو العباس مامون والی خوارزم کے اقتدار کا خاتمہ کر دیا اور خوارزم غزنوی کے زیر نگیں آ گیا۔ دوسرے اہم افراد کے ساتھ البیرونی کو بھی غزنی جانا پڑا اور باقی ماندہ زندگی اہل غزنی کے ساتھ وابستہ ہوگئی۔ اگر چہ اس سے پہلے بھی البیرونی غزنی دیکھ چکا تھا جب اسے سلطان خوارزم کی طرف سے بطور سفیر یہاں بھیجا گیا تھا۔ (۳)

غزنہ پہنچنے کے بعد البیرونی کی علمی زندگی کا زرّیں دور شروع ہوتا ہے۔ یہاں اس نے اپنی کتاب **تحدید نهايات الاماكن لتصحيح مسافات المساكن**، مرتب کی۔ البیرونی نے اپنی زندگی کے تیرہ سال شاہی نگرانی میں ہندوستان میں گزارے۔ اس زمانہ میں اس نے سنسکرت بھی سیکھی، ہندومت کی تہذیب و تمدن، رسم و رواج، عادات و توہمات کا گہرا مطالعہ کیا۔ یہ معلومات اس نے اپنی شہرہ آفاق کتاب **فی تحقیق ماللھند** میں درج کی ہیں۔ (۴)

تحقیق سے معلوم ہوتا ہے کہ البیرونی ۴۱۰ھ تک غزنی میں رہا جہاں اس نے رصد خانہ قائم کیا اور مشاہدات علم ہیئت میں مصروف رہا اور اس کے بعد غالباً ۴۲۰ھ تک ہندوستان میں رہ کر علوم ہند کی تحصیل و تحقیق کرتا رہا۔ البیرونی کئی زبانوں کا عالم تھا، فارسی تو اس کی زبان تھی ہی لیکن اس کے علاوہ عربی، عبرانی، سریانی اور سنسکرت پر بھی اسے پوری قدرت حاصل تھی۔ زبانوں سے زیادہ وہ علوم کا دلدادہ تھا۔ چنانچہ طبیعات، منطق، ریاضی، ہیئت، مذاہب اور جغرافیے کا بڑا فاضل تھا۔ لیکن ریاضی، ہیئت اور جغرافیہ میں اسے تبحر حاصل تھا۔ ان علوم میں اس نے جو تحقیقات کیں اس کا نام دنیا میں ہمیشہ روشن رہے گا۔ (۵)

البیرونی نے مختلف علوم و فنون پر ۱۱۴ سے زیادہ کتب لکھیں۔ (۶) جن کی تفصیلات دینے کا یہاں موقع نہیں۔ برصغیر کے علوم و مذاہب پر اس کی اہم ترین کتاب تو **فی تحقیق ماللھند** ہی ہے۔ تاہم اس کی معروف کتابوں میں مندرجہ ذیل کا تذکرہ ناگزیر ہے۔

۱- **آثار الباقيه عن القرون الخالية** (البیرونی نے یہ کتاب ۳۹۰ھ میں تصنیف کی اور والیٔ جرجان و طبرستان شمس المعالی قابوس کی طرف منسوب کی ہے جو اہل علم کا بڑا قدر دان تھا)۔

۲- **القانون المسعودی فی الهيئة والنجوم** - علم ہیئت پر یہ کتاب البیرونی نے سلطان محمود غزنوی کے بیٹے مسعود

غزنوی کی طرف منسوب کی ہے جو باپ کے بعد حکمراں ہوئے۔

۳-الجماهر فی معرفة الجواهر:

علاوہ ازیں اس نے ہندوستانی مذاہب پر جو کام کیا وہ ان درج ذیل کتب میں بھی دیکھا جا سکتا ہے:

۴- **مقالہ فی باسدیوا الهند عند مجیئة الادنی:** (کرشنا کے والد داس دیو کے ادنیٰ حالتوں میں ظاہر ہونے کے بارے میں اہل ہند کے خیالات)

۵-ترجمہ کتاب سانک **فی الموجودات المحسوسة و المعقولة:**

۶-**ترجمة کتاب باتنجل فی الاخلاص من الارتباک:** (۷) (ان سب کتابوں کا سنسکرت سے عربی میں ترجمہ کیا ہے)

البیرونی اپنی معروف کتاب تحقیق ماللہند کی تالیف کے ۱۷برس بعد تک زندہ رہا، محنت شاقہ کی وجہ سے آخر عمر میں بہت ضعیف ہو گیا تھا۔ اس کے بارے میں لکھا ہے، وہ اپنے ہاتھ کو قلم سے، آنکھ کو دیکھنے سے اور دل کو فکر سے کبھی خالی نہیں رکھتا تھا، آخر کار ۲ رجب، ۴۴۰ھ/ ۱۱ستمبر ۱۰۴۸ھ میں غزنی میں وفات پائی۔ (۸)

ہندوستانی علوم و مذاہب کی طرف متوجہ ہونے کی وجہ:

خوارزم اور پھر غزنہ میں رہنے والا ایک ایسا شخص جس کی دلچسپی زیادہ تر علم ہیئت، جغرافیہ یا ریاضی سے تھی کیونکر ہندوستان کی طرف متوجہ ہوا اور ہندو عقائد و علوم سے اس کی دلچسپی کس طرح پیدا ہوئی؟ ۴۱۰ھ سے ۴۲۰ھ کا زمانہ سلطان محمود غزنوی کے ہندوستان پر حملوں کے عروج کا زمانہ سمجھا جاتا ہے۔ یہی وہ دور تھا جب کسی موقع پر البیرونی سلطان محمود غزنوی کے ہمراہ ہندوستان آیا اور اسے یہاں کے مذہب، زبان، رسم و رواج سے دلچسپی پیدا ہوئی۔ مولوی عبدالحق البیرونی کے احوال میں لکھتے ہیں:

> ''البیرونی کے دل میں علم کی لو لگی ہوئی تھی، وہ جس قدر علم حاصل کرتا تھا اسی قدر اس کی تشنگی اور بڑھتی جاتی تھی۔ اس نے اہل ہند کے متعلق بہت کچھ پڑھا اور سنا تھا۔ اب اسے یہ دھن سمائی کہ کسی طرح ہندوستان پہنچ کر وہاں کے علوم سیکھے، چنانچہ وہ غزنی سے ہندوستان پہنچا۔'' (۹)

اگرچہ البیرونی کی ہندوستان میں آمد کے کسی معین زمانہ کی تعیین مشکل ہے تاہم البیرونی کی آمد کے وقت ہندوستان کے کیا حالات تھے؟ اور یہاں کے مقامی باشندے سلطان محمود غزنوی کے بارے میں کیا خیالات رکھتے اور مسلمانوں کے بارے میں کیا تصور تھا اس پر مولوی عبدالحق مزید روشنی ڈالتے ہوئے لکھتے ہیں:

> ''یہ وقت ہندوستان کے لیے بہت نازک تھا۔ مغربی ہندوستان میں محمود کے حملوں کی وجہ سے بڑی

پریشانی اور ابتری پھیلی ہوئی تھی۔ جنگ وجدال کے باعث اہلِ ہند کے دلوں میں حملہ آوروں کے اور ان کے تمام ہم قوم کی طرف سے معاندانہ جذبات کا موجود ہونا قدرتی امر تھا۔ برہمن یوں بھی علم سکھانے میں بڑے بخیل ہوتے ہیں اور ایسے شخص کو جو اجنبی قوم سے تھا اور ان کی نظروں میں ملیچھ (ناپاک) تھا وہ کیونکر کچھ سکھانے لگے۔ مگر آفریں ہے البیرونی کی ہمت اور استقلال پر کہ اس نے طرح طرح کی مصیبتیں اٹھائیں اور سنسکرت زبان پر عبور حاصل کیا۔ برہمن اس کی ذہانت اور علم و فضل کو دیکھ کر حیرت کرتے تھے اور اسے ساگر یعنی علم کا سمندر کہتے تھے۔"(۱۰)

اسی طرح کے جذبات وخیالات کا اظہار البیرونی نے اپنی کتاب کے پہلے باب میں بھی کیا ہے۔

کتاب فی تحقیق ماللھند کا تعارف:

البیرونی کی کتاب "**فی تحقیق ماللھند من مقولہ مقبولة فی العقل أو مرذولة**" مطالعہ ہندومت پر شاہ کار کتاب ہے۔ اس کتاب کو بجا طور پر ہندومت کے عقائد، کتب اور رسم ورواج پر دائرۃ المعارف کا درجہ حاصل ہے۔ کتاب کا مختصر دیباچہ ہے جس میں مصنف نے کتاب کی تالیف کی غرض وغایت اور اس راہ میں پیش آنے والی مشکلات پر روشنی ڈالی ہے۔ اس نے اپنی کتاب کا آغاز ہی اس سچے قول سے کیا ہے کہ ایک دوسرے کو نہ جاننے سے بہت سی غلط فہمیاں پیدا ہوتی ہیں اور یہی وجہ ہے کہ ہمیں ہندوؤں کے صحیح حالات معلوم نہ ہو سکے لیکن ان کو جان لینے سے وہ چیز (جس کا سمجھنا مشکل تھا) آسان ہو جائے گی یا اس کے نہ سمجھ سکنے کا سبب معلوم ہو جائے گا۔(۱۱)

مزید لکھتے ہیں:

"**و لیس الکتاب کتاب حجاج و جدل حتی استعمل فیه بایراد حجج الخصوم و مناقضة الرائغ منهم الحق.**" (۱۲)

یہ کتاب بحث ومناظرہ کی کتاب نہیں ہے کہ ہم مخالف کے دلائل بیان کر کے جو ان میں سے حق کے خلاف ہیں ان کی تردید کریں۔ کتاب میں ہندومت سے متعلق عقائد ورسومات، دیوتاؤں کی تفصیلات، کتب کا تذکرہ جا بجا ملتا ہے۔ تاہم کتاب کو عمومی طور پر درج ابحاث میں تقسیم کیا جا سکتا ہے۔

باب اول: عمومی تعارف (ہندومت کو سمجھنے میں پیش آنے والی مشکلات اور ان کے اسباب)

باب ۲ تا ۱۱: مذہبی وفلسفیانہ مضامین

باب ۱۲ تا ۱۷: ادب، عجیب وغریب رسومات اور اوہام

باب ۱۸ تا ۳۱: جغرافیائی، حسابی اور پرانگ باتیں

باب۳۲ تا ۶۲: نجوم، وقت، زمانہ کا بیان، اس کے ساتھ نارائن اور واسدیو کا تذکرہ

باب۶۲ تا ۷۶: عائلی وجسمانی مسائل وغیرہ، قوانین آداب ورسوم، تیوہار اور روزے وغیرہ

باب۷۷ تا ۸۰: علم ہیئت، منحوس اوقات اور علم نجوم وغیرہ

تحقیق ماللھند کے مندرجات سے معلوم ہوتا ہے کہ البیرونی نے ہندومت کے عقائد، تاریخ، کتب ورسوم کا مطالعہ نہ صرف گہرائی کے ساتھ کیا ہے بلکہ غیر جانب داری کو بھی ملحوظ رکھا ہے۔ اپنی تحقیق وتصنیف کی بنیاد راست زبان کے سیکھنے پر رکھی ہے۔ البیرونی کے اس اسلوب پر روشنی ڈالتے ہوئے کتاب کے مقدمہ میں ایڈورڈ زخاؤ لکھتے ہیں:

"I general it is the method of our author not to speak himself, but to let the Hindus speak, giving extnsion quotations from their classical authors. He presents a picture of India civilisation as painted the Hindus Themselves." (13)

مذکورہ کتاب کے مضامین کی روشنی میں البیرونی کے مطالعہ ہندومت کے اہم خدوخال اور مناہج پر روشنی ڈالی جاتی ہے۔

ا۔ ہندوؤں اور دیگر اقوام میں مغایرت کے پہلو:

البیرونی نے اپنی کتاب کے پہلے باب **فی ذکر احوال الھند و تقریرھا امام ما نقصدہ من الحکایة عنھم** کے تحت ان اسباب پر تفصیل سے روشنی ڈالی ہے جو ہندوؤں اور دیگر مذاہب واقوام میں بالخصوص مسلمانوں میں بعد اور تنافر کا باعث بنتے ہیں۔ مثلاً:

۱۔ زبان کا اختلاف بالخصوص سنسکرت زبان نہایت وسیع اور اس کا سیکھنا انتہائی دشوار ہے۔ اسی طرح ہندی زبان کو عربی رسم الخط میں لکھنا مشکل ہے۔

۲۔ ہندو دیگر مذاہب کے لوگوں کو ملیچھ (ناپاک) کہتے ہیں۔ اسی وجہ سے ان سے ملنا، شادی بیاہ کرنا، میل جول رکھنا اور کھانا پینا جائز نہیں سمجھتے۔

۳۔ رسم ورواج اور معاشرت میں اختلاف ہونا اور اس اختلاف میں اس قدر شدت اختیار کرنا کہ ہم [مسلمانوں] کو شیطانوں کی طرف منسوب کرتے ہیں۔

۴۔ مسلمان فاتحین مثلاً محمد ابن قاسم کا سندھ اور ہندوستان کو فتح کرنا، سلطان محمود غزنوی کا ہندوستان پر تیس برس تک حملے کرتے رہنا اور ہندوستانی تہذیب کو تباہ وبرباد کرنا بھی اسی نفرت کا بڑا سبب ہے۔

۵۔ ہندوؤں کی خود پسندی اور تعلّی کہ البیرونی کے بقول یہ ایسی حماقت ہے جس کا کوئی علاج نہیں۔ وہ یہ خوش فہمی کہ اگر

ملک ہے تو انہی کا، انسان ہیں تو انہی کی قوم کے، بادشاہ ہیں تو انہی کے، مذہب ہے تو بھی انہی کا اور اگر دنیا بھر میں علم ہے تو بھی انہی کا افضل و برتر ہے۔ اس کی بنیادی وجہ خطۂ ہندوستان سے باہر نہ نکلنا اور دوسرے لوگوں سے میل جول نہ رکھنا ہے۔ (۱۴)

۲-ہندوؤں کے عقائد کے بیان میں البیرونی کی غیر جانبداری:

البیرونی نے ہندومت کے عقائد اور نظریات کے بیان میں حتی الوسع غیر جانبداری سے کام لیا ہے۔ بلکہ کئی مقامات پر سنسکرت کی اصطلاحات و نام استعمال کیے ہیں۔ چنانچہ لکھتے ہیں:

"و ذاکر فی الاسماء والمواضعات فی لغتهم مالا بدمن ذکره مرة واحدة یو جیها التعریف ثم ان کان مشتقا یمکن تحویله فی العربیة الی معناه ثم أمل عند الی غیره الا ان یکون بالهندیة اخف فی الاستعمال فتستعمله بعده غایة التوثقة منه فی الملتبة أو کان مقتضباً شدید الاشتهار فبعد الاشارة الی معناه و ان کان له اسم عندنا مشهور فقد سهل الامر فیه۔"

انگریزی مترجم نے اس عبارت کا ترجمہ یوں کیا ہے:

"In most parts of my work, I simply relate without criticizing unless there be a special reason for doing so. I mention the necessary Sanskrit names and technical terms once where the context of our explanation demands it. If the word is an original one, the meaning of which can be rendered in Arabic. I only use the corresponding Arabic word; if however, the Sunskrit word be more practical, we also keep it, through there be a corresponding term in Arabic, but before using it we explain its signification. In this way we have tried to facilitate the understanding of the terminology."15)

پروفیسر زخاؤ فی تحقیق ما للھند کے انگریزی ترجمہ میں البیرونی کی اسی غیر جانبداری اور تحقیقی رویہ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے مقدمہ میں لکھتا ہے:

"He [Alberuni] does not blindly accept the traditions of former

ages; he wants to understand and to criticize them. He wants to shift the wheat from the chaff and he will discard everything that militateagainst the laws of nature and of reason." (16)

۳- ہندومت میں ذات پات کا تصور:

البیرونی اپنی کتاب کے باب نمبر۹،فی ذکر الطبقات التی لیسمونها الوانا و مادونها کے تحت ہندوؤں میں ذات پات کی تخلیق، طبقے اوران کے وظائف پر تفصیل سے روشنی ڈالتے ہیں۔اس کے خیال میں:

"وهم لیسمون طبقاتهم برن ای الا لو ان ویسمونها من جهة النسب جاتک ای المواليد و هذه الطبقات فی اول الامر اربع علیاهم البراهمه قد ذکر فی کتبهم ان خلقتهم فی رأس براهم وان هذا الاسم کناية عن القوة المسماة طبيعة والرأس علاوة الحيوان فالبراهمة نقاوة الجنس ولذلک صارو عندة خيرة الانس. والطبقة التی تتلوهم کشرخلقا براهمة من مناکب براهمه و يديه و رتبتهم عن ربتة البراهمة غير مباعدة جداً. دونهم بيش خلقوا من رجلی براهم. وهاتان المرتبتان الاخير تان و متقاربتان و علی تما يزهم مجمع المدن و القریٰ اربعتهم مختلطی الساکن والدور." (۱۷)

ہندو اپنے طبقوں کو برن (ورن) یعنی الوان یا رنگ کہتے ہیں اور نسب کی حیثیت جاتک یعنی موالید یا پیدائشی نام رکھتے ہیں۔ یہ طبقے ابتدائی منزل میں چار ہیں۔سب سے اونچا طبقہ برہمنوں کا ہے۔ان کی کتاب میں مذکور ہے برہمن برھما (خالق) کے سر سے پیدا ہوئے ہیں۔ یہ لفظ اسی قوت سے کنایہ ہے جس کو طبیعت کہتے ہیں۔سر حیوان کا سب سے بلند حصہ ہے۔اس لیے برہمن اس جنس کے خلاصہ ومنتخب ہیں اوراسی وجہ سے ہندوؤں کے نزدیک سب سے بہتر انسان ہیں۔

ان کے بعد کشتر (چھتری) کا طبقہ ہے۔ ہندوؤں کے خیال میں یہ لوگ برھما کے مونڈھوں اوراس کے دونوں ہاتھوں سے پیدا ہوتے ہیں۔ان کا مرتبہ برہمنوں کے مرتبہ سے زیادہ دور نہیں ہے۔تیسرا طبقہ بیش (ویش) ہیں۔شُدر (شودر) یہ لوگ برھما کے دونوں پیروں سے ہوتے ہیں۔اخیر کے دونوں طبقے مرتبے میں باہم قریب ہیں۔ یہ چاروں طبقے باوجود ایک دوسرے سے فرق وامتیاز رکھنے کے شہروں اور دیہاتوں میں مخلوط ماحول اور گھروں میں رہتے ہیں۔

البیرونی نے مذکورہ بالا چار طبقات کے علاوہ کچھ اور طبقات/ پیشے بھی بتائے ہیں جنہیں ہندوؤں میں انتہائی ذلیل سمجھا جاتا ہے۔ یہ لوگ انتر کہلاتے ہیں۔ یہ آٹھ قسم کے پیشے سے منسلک افراد ہیں۔ لکھتے ہیں:

”و یسمون انتروهم القصار والاسکاف واللعاب و نساج الزنابیل ولاترسته والسمان و صیاد السمک و قناص الوحوش ولا طیور و الحائک فلا یساکنهم الطبقات الاربع فی بلدة و انما باودن الی مساکن تقربها و تکون خارجها۔“(۱۸)

کپڑا دھونے والا یا دھوبی، موچی یا چمار، بازی گر یا نٹ، ٹوکریاں اور ڈھال بنانے والا، کشتی چلانے والا ملاح، مچھلی کا شکار کرنے والا یا مچھیرا، وحشی جانوروں اور چڑیوں کا شکار کرنے والا، کپڑا بننے والا جولاہا، ان سب کو چاروں ذات والے اپنی آبادیوں میں سکونت پذیر نہیں ہونے دیتے بلکہ گاؤں کے قریب باہر کی طرف رہتے ہیں۔

معلوم یہ ہوتا ہے کہ ہندو معاشرے کی یہ ساخت البیرونی کے زمانہ میں تھی۔ آج کے ہندوستانی معاشرہ میں مذکورہ پیشے عام آبادیوں ہی میں قیام پذیر ہیں۔ البیرونی شودر کی تخلیق کے بارے میں ایک دلچسپ بات لکھتے ہیں کہ ”ان کا باپ شودر اور ماں برہمنی تھی۔ دونوں کی حرام کاری سے یہ لوگ پیدا ہوئے اس وجہ سے نکالے ہوئے ذلیل ہیں“۔(۱۹)

البیرونی نے چاروں طبقات کے فرائض پر بھی تفصیل سے روشنی ڈالی ہے۔ لکھتے ہیں:

”برہمن کے لیے واجب ہے کہ نہایت دانش مند ہو، سکون قلب رکھتا ہو، راست باز ہو، اس میں برداشت کی خصلت نمایاں ہو، حواس پر قابو رکھتا ہو، انصاف کو نہ چھوڑے، دیکھنے میں صاف ستھرا ہو، عبادت گزار ہو اور دین کی طرف پوری توجہ رکھے۔ کشتر (کھتری) کے لیے ضروری ہے کہ دلوں میں اس کی ہیبت ہو، بہادر ہو، بلند حوصلہ ہو، زبان آور ہو، فیاض ہو، مشکلات سے بے پروا ہو کر بڑے بڑے کاموں کو آسانی سے سرانجام دینے کی صلاحیت رکھتا ہو۔ بیش (ویش) کے فرائض میں کاشت کاری، مویشی کی دیکھ بھال کرنا اور تجارت میں مشغول رہنا ہے۔ شُدر (شودر) کو خدمت اور خوشامد میں لگے رہنا اور اس ذریعہ سے ہر شخص کو راضی کرنا۔ اس کے ساتھ ہی یہ سنہری اصول بھی نقل کیا ہے کہ ہر طبقہ اپنے ہی کام سرانجام دے گا اور دوسرے کے کام میں دخل نہ دے گا۔ خواہ دوسرا کام کس قدر شریفانہ کیوں نہ ہو گر نہ حد کو توڑنے کا مجرم ہوگا۔“(۲۰)

۴۔عقیدہ تناسخ کا نظریہ:

عقیدہ تناسخ سے مراد ارواح کا بار بار جنم لینا۔ البیرونی نے اپنی کتاب کے باب ۵ کے عنوان ” فی حال الارواح و ترددها بالتناسخ فی العالم“ کے تحت ہندوؤں کے اس عقیدہ کے بارے میں رقم طراز ہیں:

”کما ان لشهادة بکلمة الاخلاص شعار ایمان المسلمین و التثلیث علامة النصرانیة والاسبات علامة الیهودیة کذالک التناسخ علم الخلة الهندیة فمن لم

یتخله لم یک منها و لم یعد من حملتها." (۲۱)

جس طرح کلمہ اخلاص (لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ) مسلمانوں کے ایمان کا شعار، تثلیث عیسائیوں کی علامت اور سبت منانا یہودیوں کی خصوصیت ہے، اسی طرح تناسخ کا عقیدہ ہندو مذہب کا امتیاز ہے۔ جو شخص تناسخ کا قائل نہیں ہے وہ ہندو نہیں ہے اور اس کا شمار ہندوؤں میں نہیں ہو سکتا۔

مزید لکھتے ہیں:

"فالارواح الباقیة تتردد لذلک فی الابدان الباقیة یحسب افتنان الی الخیر و الشر لیکون التردد فی الثواب منها علی الخیر فتحرص علی الاسکتثار منه و فی العقاب علی الله." (۲۲)

اس تدبیر کے مطابق ہمیشہ باقی رہنے والی ارواح، انعال کے خیر اور شر ہونے کے موافق ان بدنوں میں جو فنا ہو جاتے ہیں، آتی جاتی رہتی ہیں تا کہ ثواب میں آنا جانا ان کو خیر (نیکی و بھلائی) کی طرف متوجہ رکھے اور وہ اس کو زیادہ سے زیادہ حاصل کرنے پر حریص ہوں اور عذاب میں آنا جانا برائی اور مکروہ کی طرف متوجہ کرے اور وہ اس سے دور رہنے میں زیادہ سے زیادہ کوشش کریں۔

البیرونی ہندومت کے عقیدہ تناسخ کی وضاحت کرتے ہوئے لکھتا ہے کہ یہ عقیدہ یونانیوں کے ہاں بھی پایا جاتا تھا اس سلسلے میں سقراط کے اقوال پیش کیے گئے ہیں۔ صرف اسی پر اکتفا نہیں بلکہ کہا گیا ہے کہ بعض مسلمان صوفیاء کے ہاں بھی اسی طرح کے تصورات پائے جاتے ہیں۔ (۲۳)

۵- ہندوؤں میں نیوگ کا نظریہ:

ہندومت میں ایک معروف نظریہ نیوگ کا ہے۔ جس کا مطلب ہے کہ اگر کسی سبب سے عورت اولاد پیدا کرنے کے قابل نہ ہو تو دوسرے مردوں سے اولاد حاصل کرنا۔ یہ تصور رگ وید سے لیا گیا ہے۔ اس صورت میں اولاد خاوند ہی کی طرف منسوب ہوتی ہے۔ یہی اصول مطلقہ عورت کے لیے بھی ہے۔ البیرونی نے اپنی کتاب میں اس پر بھی روشنی ڈالی ہے۔

باب ۱۰ فی منبع والنومیس والرسل و نسخ الشرائع کے تحت لکھتے ہیں:

"وعلیٰ هذا لوجه کان باندو منسوباً ال بنوه شنتن و ذالک انه عرض لهذا الملک بدعا بعض الزهاد لعیه مامنعه عن اقترب نسائه مع عدم الولد فسأل بیاس بن براشران یقیم له من نسائه و لدا یخلفه و وجه باحدا یهن الیه فخافته لما دخلت علیه وارتعدت قحبلت منه بحسب تلک الحالة مسقاما صفاراً ثم وجه

بالثانية اليه فاحتشمه و تقنعت بخمارها فولدت درتراشتراكمه غير صالح و وجه بـالـثالـثـه و اوصاها برفص الهيبته والحشمه فدخلت ضاحكة مستبشرة و حبلت ببدر الذى فاق الناس فى المجون والشطارة." (۲۴)

اس بنیاد پر پانڈو شنتن کے بیٹے سمجھے جاتے تھے۔ واقعہ یہ ہوا کہ کسی سادھو کی بددعا سے شنتن کی حالت یہ ہوگئی کہ وہ اپنی عورتوں کے ساتھ ہم بستری نہیں کرسکتا تھا اور اس کے کوئی اولاد نہیں تھی۔ اس نے پراشر کے بیٹے بیاس سے یہ خواہش کی کہ وہ اس کی کسی جورو سے اس کے لیے ایک بیٹا پیدا کردے جو اس کا جانشین ہو اور اپنی ایک جورو کو اس کے پاس بھیجا۔ یہ عورت جب بیاس کے پاس آئی تو خوف زدہ ہوکر کانپنے لگی اور وہ حاملہ ہوئی اور اس کی حالت کے باعث بیمار اور زرد رنگ کا بچہ پیدا ہوا، پھر راجہ نے اس کے پاس دوسری عورت کو بھیجا، یہ عورت بیاس سے شرما گئی اور چادر سے منہ چھپالیا اس سے دھرت راشٹر، اندھا اور نااہل پیدا ہوا۔ اب راجہ نے تیسری عورت کو یہ سمجھا کر بھیجا کہ دل میں خوف اور شرم نہ آنے دینا، چنانچہ یہ عورت ہنسی خوشی بیاس کے پاس گئی اور اس کے حمل سے بدر پیدا ہوا جو شوخ چشمی اور خباثت میں سب سے بڑھ گیا۔

البیرونی نے ہندوؤں کی کتب سے اور بھی بہت سے واقعات نقل کیے ہیں اور پھر یہ لکھا ہے کہ اب یہ صورتیں غیر مروج اور منسوخ ہیں۔ اس وجہ سے ان کے کلام سے نسخ کے جائز ہونے کا خیال پیدا ہوتا ہے۔ البیرونی ہندوؤں کے ان واقعات کے نقل کرنے کے بعد زمانہ جاہلیت میں نکاح کی صورتیں بیان کرتے ہیں اور استدلال کرتے ہیں کہ اسلام سے پہلے بھی ایسی صورتیں موجود تھیں اور یہ کہ یہود اور مجوس کے ہاں اس طرح کا تصور بھی موجود تھا۔ (۲۵)

۶- ہندوؤں کی مقدس کتب کا تذکرہ:

البیرونی نے ہندوؤں کے علوم اور مذہبی کتب سے استفادے کی غرض سے سنسکرت زبان سیکھی۔ یہی وجہ ہے کہ وہ ہندومت کے عقائد اور رسم ورواج کے بیان میں ان کی کتب سے جابجا استدلال کرتے نظر آتے ہیں۔ کئی مقامات پر ان کے اقتباسات بھی دیے ہیں۔ البیرونی نے اپنی کتاب کا باب ۱۲ کا عنوان باندھا ہے۔ یب فى ذكر بيد والبرانات و كتبيم الملية، یہاں پر چند کتب کا اسلوب ملاحظہ ہو:

۱-وید: ہندوؤں کی مقدس ترین کتاب وید کے بارے میں لکھتے ہیں:

"و هو كلام لما نسبوه الى الله من فم براهم و يتلوه البراهمة تلاوة من غير ان يفهموا" (۲۶)

ہندو وید کو اللہ کا کلام کہتے ہیں جو برھما کے منہ سے نکلا ہے۔ برہمن بغیر مطلب سمجھے اس کی تلاوت کرتے ہیں۔

وقالو ان بياس قطعة اربع قطع هى ركبيز وجوربيذ و سام بيذ و اثر بيذ.

یہ لوگ کہتے ہیں کہ وید کو بیاس نے چار حصوں میں تقسیم کیا، رگ وید، یجر وید، سام وید اور اتھر وید۔

۲-پران: ہندو ادب پرانوں کے بارے میں رقمطراز ہیں:

”واما البرانات و تفسير بران الاول القديم فانها ثمنية عشر و اكثرها مسماة باسماء حيوانات وا نس و ملائكة.“ (۲۷)

”پرانین، لفظ پران کے معنی اگلے، پرانے کے ہیں۔کل پران اٹھارہ ہیں اور ان میں اکثر کا نام حیوانوں، انسانوں اور فرشتوں کے نام پر رکھا گیا ہے۔“

۳-مہابھارت: ہندومت کی معرف رزمیہ اور تاریخی کتاب کے بارے میں یوں لکھتے ہیں:

ولهم كتاب يبلغ من تضخيمهم شأنه انهم يبتون الحكم بان ما يوجد فى غيره فهو لا محالة موجود فيه و ليس كل مافيه موجود فى غيره و اسمه بهارت عمله بياس بن براشرفى ايام الحرب الكبير بين اولاد باندو وبين اولاد كورو. (۲۸)

ہندوؤں کے پاس ایک کتاب ہے جس کی عظمت ان لوگوں میں اسی درجہ ہے کہ ان کا قطعی فیصلہ ہے کہ جو کچھ دوسری کتابوں میں ہے، وہ سب اس میں یقیناً موجود ہے اور جو کچھ اس میں ہے وہ سب کسی دوسری کتب میں موجود نہیں ہے۔اس کتاب کا نام ’بھارت‘ ہے۔اس کو پراشر کے بیٹے بیاس نے پانڈو اور کورو کی اولاد کی بڑی لڑائی (مہابھارت) کے زمانہ میں تصنیف کیا۔

۴-سمرتی: کتاب سمرتی کے بارے میں لکھتے ہیں:

”واما كتاب سمرت فهو مستخرج من بيذ فى الاوامر و النواهى عمله ابنآء براهم العشرون“(۲۹)

”کتاب سمرت، اس میں وید سے استنباط کر کے اوامر ونواہی یعنی احکام درج کیے گئے ہیں۔اس کو برھما کے بیس بیٹوں نے تالیف کیا ہے۔“

اسی طرح البیرونی نے ہندوؤں کی فقہی، کلامی اور الٰہیات پر مشتمل دیگر کتب جیسے کتاب بھگوت گیتا، سانک، کتاب پاتنجل، کتاب میمانس اور کتاب بش دھرم کا بھی تذکرہ کیا ہے۔کتب کے ضمن میں ایک دلچسپ بات یہ بھی لکھی ہے کہ ہندوؤں کی بیشتر کتب منظوم ہیں اس کی وجہ یہ ہے کہ اصل شکل میں محفوظ رہتی ہیں اور یاد کرنا بھی آسان ہوتا ہے۔

۷-ہندو عقائد و اعمال کا دیگر مذاہب کے ساتھ موازنہ:

البیرونی نے اپنی کتاب میں بعض مقامات پر ہندو عقائد و اعمال اور رسومات کا دیگر مذاہب کے ساتھ موازنہ بھی کیا ہے۔مثلاً:

۱- ہندو عقائد کی بابت لکھتے ہیں:”عیسائیت سے قبل زمانہ جاہلیت میں یونانیوں کا عقیدہ اسی قسم کا تھا جیسا کہ ہندوؤں کا

ہے۔ استدلال عقلی میں یونان کے خواص کا طریقہ وہی تھا جو ہندوؤں کے خواص کا ہے۔ اور بت پرستی میں عوام یونان اسی طریقہ پر تھے جس پر ہندو عوام ہیں''۔(۳۰)

۲- جب ہم ہندوؤں کے خواص کے طبقہ سے نکل کر ان کے عوام کی طرف آتے ہیں تو ان کے اقوال میں بہت اختلاف پایا جاتا ہے اور کبھی وہ نہایت بھونڈے ہوتے ہیں۔ اس قسم کے اقوال دوسرے ادیان میں بھی ہیں بلکہ اسلام میں بھی تشبیہ، جبر اور کسی شے میں غور وفکر کی حرمت کے اقوال موجود ہیں جس کی اصلاح واجب ہے۔(۳۱)

۳- ہندوؤں میں ذات پات کی شدت کی طرف اشارہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں: (ہم میں اور ہندوؤں میں بڑا اختلاف یہ ہے کہ ہم آپس میں سب کو برابر سمجھتے ہیں اور ایک دوسرے کو فضیلت صرف تقویٰ کی بنیاد پر دیتے ہیں جبکہ ہندوؤں میں طبقات کا اہتمام سب سے زیادہ ہے)۔(۳۲)

۸- ہندوستان کے مختلف شہروں اور علاقوں کا تذکرہ:

البیرونی اپنی کتاب میں ہندوستان کے ان علاقوں اور شہروں کا تذکرہ جابجا کرتا ہے جہاں اس کا قیام رہا۔ اسی طرح وہ مقامات جہاں ہندوؤں کا مذہبی تقدس وابستہ ہے۔ مثلاً

۱- **ومن الاصنام المشهورة صنم مولتان باسم الشمس و لذالک سمی آدت.** (۳۳)

مشہور بتوں میں ایک آفتاب کے نام کا بت ملتان تھا اور اسی نسبت سے اس کا نام آدت رکھا گیا تھا۔

۲- **ومدينة تنشير عندهم معظمة و كن صنمها يسمى جكر سوام.** (۳۴)

شہر تھانیسر کی ہندو بڑی عزت کرتے ہیں یہاں کے بت کا نام چکر سوام ہے۔

۳- **وفى داخل كشمير على مسيرة يومبين أو ثلثة من القصة نحو جبال بلور بيت صنم خشبى ليسمى شارد يعظم و يعقده.** (۳۵)

کشمیر کے اندرونی علاقہ میں شہر سے دو یا تین دن کی راہ پر بلور پہاڑوں کی طرف ایک لکڑی کے بت کا مندر ہے جس کا نام شادر ہے۔ لوگ اس کی تعظیم کرتے ہیں اور زیارت کے لیے سفر کر کے آتے ہیں۔

البیرونی کی کتاب میں جن معروف شہروں اور جگہوں کا بالتزام ذکر ملتا ہے وہ درج ذیل ہیں:

کوالیر (گوالیار)، کنوج (قنوج)، بھومھرہ (بھامڑہ)، سومنات، بھروج (بھروص)، منصورہ، جالندھر، راجکری (راج گڑہ)، بانبت (پانی پت)، جنجر، لوھاور (لاھور)، جیلم (جھلم)، برشاور (پشاور)، بھت شاہ (بھٹ شاہ)، کلکت (گلگت)، مکران، الدیبل، لوھرانی، کنبایت (کھبنایت)، سورین دیب (سراندیپ)، کوداور (گوادر)، تانہ (تھانہ)، التبت (تبت) (۳۶)

البیرونی کی تحقیقات کی شہرت ومقبولیت:

البیرونی نے مطالعۂ ہندومت پر جو تحقیقات اور مطالعات پیش کیے ہیں ان کی مشرق ومغرب میں یکساں طور پر قدر افزائی کی گئی۔ ان کی کتب کے کئی زبانوں میں تراجم ہوئے اور خلاصے تیار کیے گئے۔

ماضی قریب میں جس مستشرق نے البیرونی کے کام پر سب سے زیادہ دادِ تحسین ہے وہ ہے المانوی پروفیسر ایڈورڈ زخاؤ E.C. Sachau۔ اس نے اپنی تحقیق کا موضوع ہی ابوریحان البیرونی کو بنایا۔ چنانچہ اس نے البیرونی کی دونوں معروف کتابوں کا بالترتیب انگریزی زبان میں ترجمہ کیا:

۱- الآثار الباقیہ عن القرون الخالیة (The Chronology of Ancient Nations)

۲- فی تحقیق ماللهند (Alberuni's India)

موخر الذکر کتاب کے آغاز میں ایک ضخیم مقدمہ تحریر کیا جس میں البیرونی کے حالاتِ زندگی اور کتاب کے منہج و اسلوب پر تفصیل سے روشنی ڈالی ہے۔ ایک جگہ البیرونی کی تحقیقات کے بارے میں لکھتا ہے:

> "He [Alberuni] does not conceal whatever he considers wrong and unpractical with them, but he duly appreciates their mental achievements, takes the greates pains to appropriate them to himself, even such as could not be of any use to him or to his reader's e.g. Sanskrit metries; and whenever he hits upon something that is noble and grand both in science and in practical life, he never fails to lay it before his readers with warm-hearted words of approbation." (37)

اگرچہ اردو دائرہ معارف اسلامیہ کے مقالہ نگار نے مذکورہ ترجمہ کی بابت یہ بات لکھی ہے کہ جب فی تحقیق ماللهند کا زخاؤ نے ترجمہ کیا تو البیرونی کی اس کتاب کا پورا مخطوطہ اس کے پیش نظر نہیں تھا۔ اس لیے یہ دراصل اس کے محض ایک حصے کا ترجمہ ہے۔ (۳۸)

اسی طرح برصغیر پاک وہند میں بھی کتاب فی تحقیق ماللهند کے ترجمہ کی ضرورت کو شدت سے محسوس کیا گیا جس کا ادراک ڈاکٹر مولوی عبدالحق نے کیا۔ چنانچہ انہوں نے یہ ترجمہ سید اصغر علی سے کرایا اور اس کی نظر ثانی سید عطا حسین سے کرائی گئی اور انجمن ترقی اردو ہند نے ۱۹۴۱ء میں دہلی سے شائع کریا (۳۹)

ابوالکلام آزاد نے بھی البیرونی کی تصنیفات بالخصوص کتاب فی تحقیق ماللهند کو سراہا ہے۔ لکھتے ہیں:

''وہ بجا طور پر الفارابی اور ابن رشد کی صف میں جگہ پانے کا مستحق ہے۔جس طرح ان دونوں نے یونانی فلسفے کے تراجم کی تصحیح کا کام انجام دیا تھا، اسی طرح البیرونی نے علم ہیئت اور جغرافیے کی از سر نو تصحیح وتہذیب کی اور ہندوستانی علوم کو نئے سرے سے عربی میں مدون کیا۔لیکن البیرونی اس صف میں نمایاں ہونے کے ساتھ ساتھ ایک خاص بلند تر جگہ بھی رکھتا ہے۔ابوالنصر فارابی اور ابن رشد دونوں اس زبان سے واقف تھے۔جس زبان کے فلسفے کی تصحیح وتہذیب میں مشغول ہوئے تھے۔انہوں نے تمام تر اعتماد عربی کے قدیم تراجم پر کیا۔یہی وجہ ہے کہ ان کی تصحیح مکمل تصحیح نہ ہوسکی اور بعض غلط فہمیاں جو عہد تراجم کے ابتدائی دور میں پیدا ہوگئی تھیں، آخر تک دور نہ ہوسکیں......لیکن البیرونی نے نظر وتحقیق کی بالکل دوسری راہ اختیار کی۔اس نے جن علوم کو اپنا موضوع نظر قرار دیا، انہیں خود ان کی اصل زبانوں میں پڑھنے کی کوشش کی۔ہندوستان کے علوم کی اس نے جس قدر تحقیقات کی، سنسکرت کی تحصیل کے بعد کی۔''(۴۰)

اگرچہ کتاب **فی تحقیق ما للھند** میں متعدد مباحث ایسے بھی ہیں جو محل نظر ہیں اور ایک مستقل مضمون کے متقاضی ہیں تاہم مذکورہ کتاب ہندومت پر بنیادی حیثیت کی حامل ہے۔جس کی اہمیت پہلے سے زیادہ اب محسوس کی جارہی ہے۔

حواشی وحوالہ جات

۱- شاہ ولی اللہ نے اپنی کتاب الفوز الکبیر کے پہلے باب میں پانچ علوم 'در بیان علوم پنجگانہ' کا تذکرہ کیا ہے۔ان علوم میں دوسرے نمبر پر علم مخاصمہ ہے۔جس میں باطل گروہوں کے عقائد پر بحث کی جاتی ہے۔اس علم کے ماہرین کو متکلمین کے نام سے بھی پکارا جاتا ہے۔
دیکھئے: شاہ ولی اللہ، الفوز الکبیر فی اصول التفسیر، ادارہ اسلامیات، انارکلی لاہور، ۱۹۸۲ء، ص:۴

2- Sachau, Edward C., Alberuni's India, Sang-e-Meel Publications, Lahore- Paksitan, 2007, P:10

البیرونی کے حالات زندگی کے لیے دیکھیے: البیرونی، کتاب الھند (مترجم: سید اصغر علی)، انجمن ترقی اردو (ہند)، دہلی، ۱۹۴۲ء (دیباچہ از ڈاکٹر مولوی عبدالحق)؛ قریشی، محمد فضل الدین، البیرونی، اردو دائرہ معارف اسلامیہ، دانش گاہ پنجاب لاہور، ۱۹۶۶ء، ۲۶۱/۵-۲۶۲؛ سفیر اختر، برعظیم میں مطالعہ مذاہب کی روایت، ارمغان علاؤ الدین صدیقی، شعبہ علوم اسلامیہ، جامعہ پنجاب لاہور، ۲۰۱۲ء، ص:۳۴-۳۵؛ حسن برنی، سید، البیرونی، علی گڑھ مسلم یونیورسٹی، ۱۹۲۷ء، ص:۱۰۶-۱۰۷

۳- اردو دائرہ معارف اسلامیہ، حوالہ مذکورہ، ۲۶۳/۱

۴- ایضاً، حوالہ مذکور

۵- البیرونی، کتاب الھند، حوالہ مذکور، ص:۶-۷

۶- البیرونی نے رسالہ فی فہرست کتب محمد بن زکریا رازی (م:۹۲۵ء) کی کتابوں کی فہرست دیتے ہوئے اپنی علمی کاوشوں کی فہرست بھی نقل کی ہے اور ہر ایک کی ضخامت کی نشاندہی بھی کی ہے۔تفصیل کے لیے دیکھیے: سید حسن برنی، البیرونی، انجمن ترقی اردو پاکستان، ۱۹۹۰ء، ص:۱۱۰-۱۱۲

۷- سفیر اختر، برعظیم میں مطالعہ مذاہب کی روایت، حوالہ مذکور، ص:۳۴

۸- البیرونی، کتاب الھند، حوالہ مذکور، ص:۹؛ اردو دائرہ معارف اسلامیہ، حوالہ مذکور، ۲۶۴/۵

۹- البیرونی، کتاب الھند، حوالہ مذکور، دیباچہ، ص:۷

۱۰- ایضاً، اسی طرح کے خیالات کا اظہار ڈاکٹر تاراچند نے بھی اپنی کتاب کیا ہے۔دیکھئے:
Influence of Islam on Indian Culture, Indian Press Ilahabad, 1922.

۱۱- البیرونی، کتاب الھند، حوالہ مذکور، ص:۷

۱۲- ابی الریحان، محمد بن احمد، فی تحقیق ماللھند من مقولة مقبولة فی العقل او مردولة، ص:۴
(Edited by Dr. Adward Sachau, Alberuni's India, London, 1987)

13- Sachau, Edward C. Alberuni's India, Op, Cit, Preface, P: 24

۱۴- البیرونی، کتاب الھند، حوالہ مذکورہ، ص:۱۳-۲۳

15- Sachau, Edward C., Alberuni's India, Op,cit, P:59

16- Ibid, P:24

۱۷- ابی الریحان، محمد بن احمد، فی تحقیق ماللھند، ص:۴۹
۱۸- ایضاً
۱۹- ایضاً
۲۰- ایضا، ص:۵۰
۲۱- ایضا، ص:۲۴
۲۲- ایضا، ص:۲۵
۲۳- البیرونی، کتاب الھند، ص:۶۱
۲۴- ابی الریحان، محمد بن احمد، فی تحقیق ماللھند، ص:۵۲
۲۵- ایضا، ص:۲۰۷
۲۶- ایضا، ص:۶۰
۲۷- ایضا، ص:۶۲
۲۸- ایضا، ص:۶۴
۲۹- ایضا!، ص:۶۳
۳۰- البیرونی، کتاب الھند، ص:۲۴
۳۱- ایضا، ص:۳۲
۳۲- ایضا، ص:۱۰۸
۳۳- ابی الریحان، محمد بن احمد، فی تحقیق ماللھند، حوالہ مذکور، ص:۵۶
۳۴- ایضا
۳۵- ایضاً
۳۶- ایضا، ۹۶-۱۰۳

37- Sachau, Edward C., Alberunis India, Op, Cit, P: 18

یہ ترجمہ عربی سے کیا گیا اور اس کی پہلی اشاعت 1888ء کے لگ بھگ ہوئی۔

۳۸- اردو دائرہ معارف اسلامیہ، حوالہ مذکور، ۲۶۲/۵
۳۹- البیرونی، کتاب الھند، حوالہ مذکور، دیباچہ، ص:۸

(مذکورہ ترجمہ دو حصوں میں شائع ہوا ہے۔ جبکہ پاکستان میں یہی ترجمہ الفیصل ناشران وتاجران کتب، اردو بازار لاہور سے ۲۰۰۵ء میں شائع ہوا ہے۔ آغاز میں جناب افضل حق قرشی نے البیرونی کے مختصر حالات زندگی قلم بند کیے ہیں۔ معلوم ہوتا ہے کہ اردو متن نے ترجمہ میں اس کا نام کتاب الہند تجویز کیا ہے۔ اگر چہ دیباچہ میں اس امر کی کوئی صراحت موجود نہیں ہے)

۴۰- آزاد، ابو الکلام، البیرونی اور جغرافیہ عالم، ادارہ تصنیف وتحقیق، کراچی، ۱۹۸۲ء، ص:۷۳-۷۴